نفقہ مطلقہ بل

سنہ ۱۹۸۶ء

ایک جائزہ

مسلم پرسنل لا بورڈ
خانقاہ مونگیر ۸۱۱۲۰۱

حضرت امیر شریعت مولانا سید منت اللہ رحمانی
جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفقہ مطلقہ بل ۱۹۸۶ء — ایک جائزہ

نفقہ مطلقہ کا بل دونوں ایوانوں سے منظور ہو کر صدر جمہوریہ کے دستخط کے بعد اب قانون (ایکٹ) بن گیا۔ ایوان کے اندر اور ایوان سے باہر پورے ملک میں شاید کسی مسئلہ پر اس قدر جم کر مخالفت نہ کی گئی ہوگی جس قدر اس بل کی کی گئی۔ ہندوستان کا انگریزی اور ہندی پریس چند مہینے اس کی مخالفت میں ہی لگا رہا۔ ہر مضمون نگار نے خواہ ان کا موضوع کچھ بھی رہا ہو اپنی تان اس بل کے مخالفت پر ہی توڑی۔ ایک سیمینار میں جبکہ بعض مخالفت کرنے والے شرکاء سے پوچھا گیا کہ "آپ نے یہ بل پڑھا ہے؟" تو متعدد حضرات نے بیک زبان کہا کہ ہم نے بل پڑھا ہے، نہ پڑھیں گے۔ مگر بل کی مخالفت کریں گے۔" ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے ملک پر کسی دشمن نے حملہ کر دیا ہے۔ اور اس بل کو بطور ایٹم بم کے استعمال کر رہا ہے۔ اس لئے اس کی مخالفت ہر ہندوستانی کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔ سوچنے والے ان حالات میں یہ سوچ رہے تھے کہ مخالفت کے اس طوفان میں یہ بل پیش ہی نہ ہو سکے گا اور اگر پیش بھی ہو گیا تو منظور ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر وزیر اعظم مسٹر راجیو گاندھی غیر معمولی ہمت و جرأت اور عزم و ثبات کا اظہار نہ کرتے تو اس بل کا منظور ہونا ممکن نہ تھا۔ اس بل میں کیا ہے اس پر بھی ایک نگاہ ڈالئے تو شاید یہ بات سمجھ میں آ جائے کہ اتنے بڑے پیمانے پر مخالفت کیوں ہو رہی ہے۔ سی آر پی سی کی دفعہ ۱۲۵ کے ذریعہ مطلقہ کو بیوی بنا کر شوہر سے تا نکاح ثانی یا تا حین حیات نفقہ دلانے کی بات کہی گئی ہے۔ یہ دفعہ اور سپریم کورٹ کا مبینہ فیصلہ ہندو مذہب کی عکاسی کرتا ہے۔ ہندو مذہب میں شادی کے بعد عورت کا رشتہ اپنے سابق پدری خاندان سے کٹ جاتا ہے۔ وہ شوہر کی ہو رہتی ہے۔ لوٹ کر اپنے گھر آنے کا سوال ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے جو کچھ اس کو مل سکتا ہے شوہر ہی سے مل سکتا ہے۔ اسی بنیاد پر مطلقہ کو صرف شوہر ہی سے نفقہ دلانے کی بات کی گئی۔ ظاہر ہے کہ اسلامی قانون بالکل ہی دوسرا ہے۔ اسلام شادی کے بعد عورت کا رشتہ اپنے خاندان سے نہیں کاٹتا۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے لڑکی، لڑکی ہے۔ بہن بہن ہے اور مرتے وقت تک لڑکی اور بہن رہے گی۔

نکاح اور شادی ایک باعزت معاہدہ ہے۔ فریقین جب تک اس معاہدہ کو نباہ سکیں، باقی رہے گا۔ اگر نباہ سکیں تو طلاق یا فسخ کے ذریعہ یہ معاہدہ ختم ہو سکتا ہے۔ معاہدہ کے ختم ہو جانے کے بعد اب دونوں اجنبی ہیں۔ جیسے پہلے تھے شوہر اپنے گھر رہے گا، لڑکی اپنے خاندان میں چلی آوے گی اور اس کے ورثہ بیٹا، باپ، بھائی وغیرہ جیسے اس شادی سے پہلے نفقہ کے ذمہ دار تھے اب بھی ہوں گے۔

سپریم کورٹ کا فیصلہ ۱۲۵ کے ذریعہ مطلقہ کو صرف اسی شکل میں نفقہ دلاتا ہے کہ شوہر با وسائل اور زندہ ہو ورنہ مطلقہ کو بھیک مانگنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ——— یہ بل جو منظور ہوا ہے اس میں کیا ہے ذرا اس پر بھی غور کیجئے!

جس عورت کا نکاح اسلامی طریقہ پر ہوا ہو اور طلاق بھی اسلامی طریقہ پر دی گئی ہو وہ مطلقہ عدت تک شوہر سے

نفقہ پائے گی اور اگر مطلقہ حاملہ ہے تو وضع حمل تک شوہر سے نفقہ عدت پائے گی اور بچے کی پیدائش کے دن سے کامل دو سال تک بچے کی دیکھ ریکھ اور اس کو دودھ پلانے کی وجہ سے نفقہ رضاعت پائے گی۔

عدت کے بعد مطلقہ اپنے گھر لوٹے گی اور جن وارثوں پر اسلامی قانون نے اس کا نفقہ واجب کیا ہے ان سے نفقہ پائے گی۔ اور اس بل کے پیش نظر ان ورثہ سے ان کو نفقہ دلایا جائے گا اگر مطلقہ کے وارث ہی نہ ہوں یا وارث ہوں مگر وہ خود محتاج ہوں تو مجسٹریٹ وقف بورڈ سے نفقہ دلائے گا۔۔۔ نیز اس قانون کے ذریعہ مہر اگر ادا نہیں ہوا ہے اور وہ تمام چیزیں جو مطلقہ اپنے گھر سے لائی ہو یا اسے شوہر کے یہاں سے ملی ہو یا خود شوہر نے دی ہو وہ سب مطلقہ کی مملوکہ ہوں گی۔ اور مجسٹریٹ ایک مہینہ کے اندر یہ ساری چیزیں مطلقہ کو دلوائے گا یعنی مطلقہ کو ہر مرحلہ میں اور ہر اسٹیج پر نفقہ ملے گا۔ اور کبھی بھی اس کو بھیک مانگنے اور ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

ان چند ضروری تفصیلات کے بعد ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ مطلقہ کو دفعہ ۱۲۵ اور سپریم کورٹ کے فیصلہ نے کیا دیا اور اس بل سے ان کو کیا ملا۔ اس تفصیل سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کے ذریعہ شریعت میں کی گئی مداخلت کو اس بل نے ختم کر دیا۔۔۔ بل کے پیش ہو جانے کے بعد مخالفین نے ایک اور قانونی نکتہ اٹھایا اور جسٹس آر نے صاف ہی کہا کہ اس بل کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا جائے گا۔ اور چوں کہ یہ بل دستور کی دفعہ ۱۴ اور ۱۵ کے خلاف ہے اور دستور میں دی گئی ذاتی آزادی (جو شخص جس مذہب اور جس تہذیب کو چاہے اختیار کرے) سے ٹکراتا ہے اور ہندوستان کے باشندوں میں ایک کو دوسرے سے ممتاز کرتا ہے اس لئے سپریم کورٹ ہر حال اس بل کو مسترد کر دیگا کہ ایسی قانون سازی جو دستور ہند کی دفعات کے خلاف ہو اسے مسترد کرنا سپریم کورٹ کی ذمہ داری ہے۔ ان حالات میں بل میں ایک دفعہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ اگر کوئی بدنصیب مطلقہ اس بل سے مطمئن نہ ہو اسلامی قانون کے تحت نفقہ حاصل کرنا نہ چاہتی ہو بلکہ وہ دفعہ ۱۲۵ ہی کے ذریعہ نفقہ حاصل کرنا اپنے لئے صحیح سمجھتی ہو تو ایسی درخواست دے سکتی ہے اور پھر مجسٹریٹ دفعہ ۱۲۵ ہی کے تحت اس کا فیصلہ کریگا۔

لیکن ذرا تامل کیجئے! اس میں دو شرطیں لگا کر دفعہ ۱۲۵ کے پیروں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں اور عملاً اسے بیکار کر دیا گیا۔ ترمیم میں یہ کہا گیا کہ صرف مطلقہ کا درخواست دینا اور دفعہ ۱۲۵ کے ذریعہ فیصلہ حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کرنا قطعاً کافی نہ ہوگا بلکہ مطلقہ اور اس کے سابق شوہر دونوں کی رضامندی ضروری ہوگی۔ اور دونوں کی مشترکہ درخواست کے بعد ہی یہ ممکن ہو سکے گا جس کی توثیق حلف نامہ کے ذریعہ کی گئی ہو اور اگر تنہا مطلقہ نے درخواست کی تو پھر اس کا فیصلہ بل کے مطابق ہی ہوگا۔ دفعہ ۱۲۵ کے مطابق نہیں۔۔۔ دوسری شرط یہ لگائی گئی کہ یہ درخواست اور رضامندی مقدمہ کی سماعت سے پہلے ہی دن ہونی چاہئے۔ ورنہ قابل قبول نہ ہوگی۔۔۔ یہ آپ کو معلوم ہے کہ دفعہ ۱۲۵ کے ذریعہ شوہر کو تا نکاح ثانی یا تا حین حیات نفقہ دینا پڑتا ہے کوئی نادان ہی شوہر ایسا ہوگا جو دفعہ ۱۲۵ کے ذریعہ نفقہ کا فیصلہ کرانا چاہے گا۔ اور مطلقہ کی دی گئی درخواست پر اپنی رضامندی ظاہر کرے گا اور اسے پر دستخط ثبت کرے گا اور اگر کوئی سابق شوہر تازندگی نفقہ دینے کو تیار ہے تو مطلقہ کو مجسٹریٹ کے یہاں

درخواست دینے کی ضرورت ہی کیا پڑے گی اور کوئی نا سمجھ مطلقہ ہی ایسی ہوگی کہ وہ اسلامی قانون کو جس میں اسے ہر مرحلہ میں نفقہ کی ضمانت ہے چھوڑ کر ایسے غیر شرعی قانون کو ترجیح دیگی۔ جس میں اس کے نفقہ کا انحصار شوہر کی خوشحالی اور زندگی پر ہے اگر شوہر مفلس ہے یا اس کا انتقال ہوجائے تو پھر مطلقہ کے لئے پریشانی اور حیرانی کے سوا کچھ حاصل نہیں۔

بہرحال اس ترمیم کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس بل میں مطلقہ کو اختیار دیا گیا کہ چاہے وہ شرعی فیصلہ کرے چاہے غیر شرعی فیصلہ حاصل کرے۔ ترمیم کا یہ پہلو محض ایک احتمال ہے جس کا وقوع پذیر ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ اور اس ترمیم کے ذریعہ یہ بل سپریم کورٹ کے مخالفانہ فیصلے سے محفوظ ہوگیا۔ بل کو چیلنج تو اب بھی کیا جائے گا لیکن اب اس کا ٹکراؤ دستور ہند کی کسی دفعہ سے باقی نہ رہا اس لئے سپریم کورٹ اسے مسترد نہ کرسکے گا۔

اس لئے میرا خیال ہے کہ اس دفعہ کے اضافہ سے شریعت میں مداخلت نہیں ہوئی بلکہ زیر بحث بل جو ایک شرعی قانون ہے سپریم کورٹ کے مخالف فیصلہ سے محفوظ ہوگیا اور مطلقہ کے لئے اسلامی طریقہ پر نفقہ پانے کی راہ ہموار ہوگئی۔

ایک اور طریقہ سے اس پر غور کیا جائے۔!

دفعہ ۱۲۵ اور سپریم کورٹ کے فیصلے نے مسلمانوں کو بے چین کردیا۔ ہندوستان کے تمام علماء نے اس فیصلے کو مخالف شرع اور مداخلت فی الدین قرار دیا۔ اور مطالبہ کیا گیا کہ دفعہ ۱۲۵ سے مسلمانوں کو مستثنیٰ کردیا جائے۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ کی نفی میں کوئی ایسی قانون سازی قابل قبول نہیں ہے۔ جو مسلمانوں کو غیر اسلامی اور غیر شرعی قانون کے تابع ہونے اور ماننے پر مجبور کردے۔ اس بل کے آجانے کے بعد کسی مسلمان کو دفعہ ۱۲۵ جیسے غیر شرعی قانون کی پابندی پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اس بل سے پہلے مسلمان مطلقہ اگر نفقہ حاصل کرنا چاہتی تو اس کے لئے دفعہ ۱۲۵ کے سوا کوئی اور راہ نہ تھی۔ بل کے پاس ہونے کے بعد ایک مسلمان مطلقہ شرعی طریقہ پر نفقہ حاصل کرسکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مسلمان ہونے کا دعوی کرتے ہوئے بھی شریعت اسلامیہ سے منحرف ہوکر کسی غیر اسلامی قانون کو اختیار کرتا ہے یا غیر شرعی فعل پر عمل پیرا ہوتا ہے تو یہ اس کے اپنے احساس و عقیدہ کی بات ہوگی۔ اب اگر کوئی مطلقہ نفقہ کے حصول کے لئے ایک صاف ستھرا شرعی قانون رہتے ہوئے غیر شرعی قانون ہی کو پسند کرتی ہے اور اس کا سابق شوہر بھی یہی چاہتا ہے تو یہ اس کا اپنا فعل ہے۔ ہم اس کی ہدایت کے لئے دعا کرتے رہیں گے۔

منت اللہ غفرلہٗ

۱۰ رمضان ۱۴۰۶ھ